حکیم محمد موسیٰ امرتسری
ڈاکٹر محمد مسعود احمد
پروفیسر شاہ فرید الحق
سید ریاست علی شاہ
علامہ شمس الحسن شمس
محمد فاروق القادری
مولانا محمد صادق
سید وجاہت رسول
علامہ سید شجاعت علی
عبدالحکیم شاہجہانپوری
سید نور محمد قادری
پروفیسر مجید اللہ قادری
پروفیسر محمد ابرار احمد
علامہ محمد احمد مصباحی
عبدالمجتبیٰ رضوی (انڈیا)
سید جمال الدین (دہلی)
مولانا محمد مرید احمد چشتی
جلال الدین احمد رضوی
الشاہ احمد نورانی صدیقی
مولانا محمد حامد رضا قادری
مولانا عبدالسلام جبل پوری
مولانا مظفر الدین رضوی
مولانا محمد امجد علی اعظمی
مولانا نعیم الدین مرادآبادی
مولانا محمد اشرفی کچھوچھوی
مولانا سید دیدار علی شاہ الوری
مولانا احمد مختار صدیقی
شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی
[illegible]
[illegible]
[illegible]
محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی
[illegible]
[illegible]

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی علمائے کرام سے باتیں

(یادوں کے دریچے سے)

تدوین و ترتیب

محمد عالم مختارِ حق

مکتبہ نبویہ
گنج بخش روڈ لاہور
0300-4235658

تعارفِ کتاب

نام کتاب ------ مجالسِ علماء

تحریر ------ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

موضوعِ کتاب ------ علمائے کرام کی یادیں

ماخذ ------ اوراقِ جہانِ رضا

تعارفِ کتاب ------ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

مقدمۂ کتاب ------ جرسِ کارواں۔سردار محمد اکرم بٹر، ایڈووکیٹ

تمہیدی باتیں ------ محمد عالم مختارِ حق

تحریک ------ سردار محمد اکرم بٹر، ایڈووکیٹ

مرتب ونگرانِ طباعت ------ محمد عالم مختارِ حق

سالِ تالیف وترتیب ------ ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء

ناشر ------ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور

طابع ------ کاروان پریس، لاہور

قیمت ------ ۳۰۰ روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور ○ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور ○ شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور ○ مکتبہ قادری رضوی، گنج بخش روڈ، لاہور ○ تمام دینی مکتبے جو ملک کے کسی حصے میں کام کر رہے ہیں۔

ابتدائی عدالت نے (جس کا مجسٹریٹ ایک مسلمان تھا) فردجرم عائد کرتے ہوئے حافظ ولی اللہ کو مختلف جرائم کا مرتکب قرار دیا۔ اب یہ مقدمہ سماعت کے لیے "سیشن کورٹ لاہور" میں گیا، جس کا جج ایک انگریز تھا۔ حافظ ولی اللہ نے اپنے خلاف تمام الزامات کی تردید کی اور بتایا کہ وہ پادری فاونڈر کو نہ تو قتل کرنا چاہتے تھے نہ دھوکا دینا چاہتے تھے اور نہ عیسائیوں کی دل آزاری مطلوب تھی۔ میں تو صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آیا پادری فاونڈر عیسائی بھی ہے یا نہیں۔ کیونکہ انجیل میں لکھا ہوا ہے کہ "عیسائی وہ ہوتا ہے جسے اگر ایک گال پر طمانچہ مارا جائے تو وہ دوسرا گال پیش کر دیتا ہے"۔ میں یہ ٹیسٹ کرنا چاہتا تھا کہ میرا مد مقابل انجیل پر ایمان رکھتا ہے یا نہیں"۔ یہ کہتے ہوئے حافظ ولی اللہ نے عدالت میں انجیل کے بیس نسخے پیش کیے جن میں یہ بات بلاتحریف موجود تھی۔ حافظ صاحب نے عدالت کو مزید بتایا کہ فلاں لائبریری میں فلاں مطبع کی چھپی ہوئی فلاں انجیل موجود ہے۔ اس کے فلاں صفحے پر یہ بات موجود ہے۔ اس طرح آپ نے چالیس ایسے ایڈیشنوں کی نشاندہی کی، جس کو سن کر جج نے حیران ہو کر قلم منہ میں دبا لیا کہ ایک نابینا مسلمان عالم اور حافظے کی یہ گہرائی ہے۔ وہ بے حد متاثر ہوا۔ پادری فاونڈر سے عدالت نے پوچھا کہ آپ انجیل کے اس ارشاد کی روشنی میں اپنے عیسائی ہونے کا دفاع کن الفاظ میں کریں گے۔ پادری فاونڈر نے عدالت کو بتایا کہ وہ انجیل کو نہیں جھٹلاتے اور اپنا مقدمہ واپس لیتے ہیں اور اعلان کیا کہ انجیل کے ارشاد کے مطابق واقعی مجھے چاہیے تھا کہ میں اپنا دوسرا گال پیش کر دیتا۔ آج کے بعد میں حافظ ولی اللہ سے کبھی مناظرہ نہیں کروں گا۔

تحریف القرآن پر ایک مناظرہ:

میرے والد مکرم اگرچہ پیر تھے مگر وہ علماء کرام کی بڑی عزت کرتے تھے۔ جہاں کہیں کسی عالم دین کی آمد کا سنتے ہمہ تن شوق بن کر دست بوسی کے لیے جا پہنچتے اور نذرانہ پیش کرتے۔ بچپن میں مجھے ان کی وساطت سے کئی عالمان دین کی زیارت کا

موقع ملا۔ ہمارے علاقہ میں ان دنوں اعلان ہوا کہ ''وزیر آباد'' کے مضافات میں شیعہ سنی مناظرہ ہو رہا ہے۔ دونوں طرف سے بڑے بڑے جید علماء کرام اور مشہور شیعہ مجتہدین اس مناظرہ میں شریک ہوئے۔ ہزاروں شیعہ سنی سامعین دور دور سے آ کر میدان مناظرہ میں جمع تھے۔ میرے والد بھی اپنے مریدوں کی ایک جماعت لے کر وزیر آباد پہنچے۔ ان دنوں ایک سنی عالم دین ''باہری والا مولوی'' جس کا اصل نام اب مجھے یاد نہیں رہا، زبردست مناظر مانا جاتا تھا۔ مناظرہ کا موضوع ''قرآن میں تحریف'' تھا۔ شیعہ علماء کہتے تھے کہ تین خلفاء کے زمانے میں، پھر بنو امیہ نے اپنے زمانہ اقتدار میں قرآن میں تحریف کر دی تھی اور جہاں جہاں اہل بیت کی تعریف کی آیات تھیں، انہیں قرآن سے نکال دیا تھا۔ بعض شیعہ تو یہاں تک کہتے تھے کہ جن آیات قرآنیہ پر اہل بیت کی تعریف و تحسین تھی، انہیں حضرت عائشہ کی بکری کھا گئی تھی۔ دو دن مناظرہ کا بازار گرم رہا۔ تیسرے دن ''مولوی باہری والا'' مناظرہ کے مجمع میں آ پہنچا اور سٹیج پر جا کر مناظرہ کرنے کی اجازت چاہی۔ وہ شیعہ مناظر کے مقابلہ میں اپنے دلائل کے لیے اٹھا۔ اٹھتے ہی خطبہ پڑھا اور اس میں ''الحمد لله رب العٰلمين'' کی بجائے ''الحمد لله ربَ العٰلمين'' ادا کیا۔ شیعہ مجتہد نے ٹوکا۔ سٹیج پر بیٹھے سنی علماء نے بھی مولوی صاحب کو روکا۔ آپ نے رک کر دوبارہ خطبہ پڑھنے کی اجازت چاہی۔ دوسری بار پھر ''ربِ العٰلمين'' کی بجائے ''ربَ العٰلمين'' پڑھا۔ اب تو مقابل میں سارے شیعہ مجتہد اٹھ کھڑے ہوئے۔ سنی علماء بھی بیزار ہوئے کہ ہمارا مناظر کیا کر رہا ہے۔ سارے مجمع میں شور مچ گیا۔ مولوی صاحب نے لوگوں سے دوبارہ معافی مانگی۔ جب مجمع میں ٹھہراؤ ہوا تو تیسری بار پھر انہوں نے ربَ العٰلمين پڑھا۔ اب تو لوگوں کی بے چینی کی انتہا نہ رہی۔ شیعہ علماء کہنے لگے ''اس جاہل مولوی کو بٹھاؤ''۔ سنی علماء بھی سرنگوں ہو گئے۔ مجمع میں بے زاری کا طوفان برپا ہو گیا۔ اس موقع پر مولوی باہری والا گرجا اور کہنے لگا: حضرات! آج ہم چودھویں صدی کے لوگ ہیں۔ میں نے قرآن پاک کے

ایک حرف پر زیر کی بجائے زبر پڑھ دی تو سارا مجمع چیخ اٹھا ہے۔ سارے عالم احتجاج کر رہے ہیں، سارے شیعہ تڑپ رہے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں جب خلافت راشدہ کے زمانے میں قرآن کے دس سپارے منسوخ کر دیے گئے، جب قرآن سے سب اہل بیت کی تعریف کی آیات ختم کر دی گئی تھیں، جب حضرت عائشہ کی بکری اہل بیت کی تعریف کا حصہ کھا رہی تھی تو کسی مسلمان کو، کسی صحابی، کسی عاشق رسول اور کسی اہل بیت کے فرد کو حتیٰ کہ حضرت علی شیر خدا کو آواز اٹھانے کی جرات نہ ہوئی؟ حسن نہ بولے، حسین نہیں بولے۔ بنو امیہ کے زمانے میں امام جعفر صادق نہیں بولے۔ آج اس گئے گزرے زمانے میں کوئی مسلمان قرآن کے کسی لفظ پر زیر کی بجائے زبر پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ مگر جن کے سامنے قرآن نازل ہوا تھا، جن کے واسطے قرآن نازل ہوا تھا، جن لوگوں نے اپنے نبی پر قرآن نازل ہوتے دیکھا اور اپنے نبی کی زبان سے قرآن سنا، وہ کئی سپارے گم کرنے پر کیوں خاموش رہے؟

مجھے یاد ہے کہ اب مجمع خاموش تھا۔ شیعہ خاموش تھے مگر مولوی باہری والا گرج رہا تھا۔ مجمع اس کے کنٹرول میں تھا۔ وہ مجمع میں چھایا ہوا تھا۔ وہ قرآن میں تحریف کے خلاف دلائل دے رہا تھا۔ تحفظ قرآن پر آیات تلاوت کر رہا تھا، احادیث سنا رہا تھا۔ اس طرح وہ ایک گھنٹہ تقریر کرتا رہا۔ جب تقریر ختم ہوئی، شیعہ مجتہد اپنی اپنی کتابیں بغل میں دبائے بھاگ رہے تھے اور عام شیعہ منہ لٹکائے گھروں کو جا رہے تھے۔

یادش بخیر پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان مرحوم بڑے زوردار وزیر اعظم تھے۔ ان کی بیگم صاحبہ ''رعنا لیاقت علی'' ایک ہندو خاتون تھیں، جس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ بڑی خوبصورت اور خوش لباس عورت تھی۔ اس نے پاکستانی تہذیب میں سب سے پہلے ''غرارے'' کو رواج دیا اور اعلیٰ سوسائٹی کی پاکستانی خواتین ''غرارے'' پہن کر سر بازار آنے لگیں۔ رعنا لیاقت علی نے پاکستان میں عورتوں کو پردے سے باہر لانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ آل پاکستان ویمن آرگنائزیشن (اپواء) کی بنیاد